ساحل

غزل

از جناب آلم مظفرنگری

ں رہا ہے لہو جلوۂ بہار نہیں
یہ جوشِ خونِ شہیداں ہے لالہ زار نہیں

ں میں حُسنِ گل ولالہ پہ نکھار نہیں
خزاں کی شام ہے یہ صبحِ نو بہار نہیں

ـرار وضبط، اور انکے حضور، ناممکن
مجھے تو وعدۂ دل پر کچھ اعتبار نہیں

بِ فراق یہاں تک بڑھی ہے مایوسی
کہ انتظار میں بھی لطفِ انتظار نہیں

ستم نہیں ہے، کرم ہے یہ جبر فطرت کا
کہ مرنے جینے پہ انساں کا اختیار نہیں

ں خیال میں ہے بدگمانیوں کا ہجوم
مجھے تو ان کی عنایت بھی سازگار نہیں

اجِ حُسن میں آئے گا انقلاب ضرور
ابھی کمالِ محبت بروئے کار نہیں

اضطراب مسلسل ہے زندگیِ وفا
نہ کہئے دل اُسے جو دل کہ بیقرار نہیں

یں کس کے نقشِ قدم پر کروں یہاں سجدے
یہ رہ گزار جہاں اُن کی رہ گزار نہیں

تم کو اُن کے سمجھنا ستم بجائے کرم
کسی کو بھی یہ محبت میں اختیار نہیں

ہ دن بھی آئے گا تو ہوگا کامیاب وفا
جواں ابھی ترا ذوقِ نشاط کار نہیں

خودی شناس مری بیخودی کا عالم ہے
ہے اپنی فکر مجھے تیرا انتظار نہیں

نہ مٹ سکے گا حوادث کی بادِ صرصر سے
آلم یہ نقشِ وفا نقشِ رہ گزار نہیں